سوال

(98) عورتوں کی جماعت میں خیر؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس روایت کی تخریج درکار ہے؟

"لاخیر فی جماعة النساء الافی مسجد"

(عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے مسجد کے)

(مجمع الزوائد منبع الفوائد کتاب الصلاة 2/118 حدیث 2104 المعجم الاوسط للطبرانی حدیث 9359) طبع جدید) (محمد محسن سلفی کراچی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مسند احمد (6/66 ح 2488) میں ہے۔

"فقال حدثنا عبد اللہ حدثنی أبی ثنا حسن ثنا بن لهیعة ثنا الولید بن أبی الولید قال سمعت القاسم بن محمد یخبر عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (لا خیر فی جماعة النساء الا فی مسجد أو جنازة قتیل)"

کوئی خیر نہیں ہے (عورتوں کی جماعت (یعنی اکٹھا ہونے) میں سوائے مسجد میں یا کسی مقتول کے جنازے میں۔

"حدثنا حجاج: حدثنا ابن لهیعة عن الولید ابی الولید قال: سمعت القاسم یخبر عن عائشة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا خیر فی جماعة النساء إلا فی مسجد جماعة أو جنازة قتیل" (ج 6 ص 154 ح 25728)

اسے امام طبرانی رحمة اللہ علیہ نے درج ذیل سند ومتن سے روایت کیا ہے۔

"فقال حدثنا ہارون بن کامل ثنا أبو صالح الحرانی نا بن لهیعة عن الولید بن أبی الولید عن القاسم بن محمد عن عائشة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا خیر فی جماعة النساء إلا فی مسجد جماعة أو

جنازة قتيل"(المعجم الوسط ج10ص166ح9355)

عبداللہ بن لہیعہ المصری مختلف فی راوی تھے۔ ان کے بارے میں اعدل الاقوال یہ ہے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف تھے اوران کی روایت دو شرطوں کے ساتھ حسن ہوتی ہے۔

1۔ وہ سماع کی تصریح کریں کیونکہ وہ مدلس تھے۔ (قال ابن حبان : یدلس عن اقوام ضعفاء)

2۔ ان کی روایت اختلاط سے پہلے کی ہو۔

درج ذیل راویوں نے ان اختلاط سے پہلے احادیث سنی تھیں۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ ، عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ ، عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ (تہذیب التہذیب 5/330)یحیٰ بن اسحاق السلیحینی رحمۃ اللہ علیہ (تہذیب التہذیب 2/361ترجمہ حفص بن ہاشم بن عقبۃ الزہری رحمۃ اللہ علیہ) عبداللہ بن مسلمہ القعنبی رحمۃ اللہ علیہ (میزان الاعتدال 2/482)الولید بن مزید رحمۃ اللہ علیہ (المعجم الصغیر 1/231)عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (مقدمہ لسان المیزان 1/10،11)اسحاق بن عیسیٰ (میزان الاعتدال 2/477) لیث بن سعد (فتح الباری 4/345 تحت ح2127) بشر بن بکر (الضعفاء للعقیلی 2/294)سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ،شعبہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ، عمرو بن الحارث المصری رحمۃ اللہ علیہ (ذیل الکواکب النیرات ص47)

اوپر ذکر کردہ روایت میں ابن لہیعہ کے تین شاگرد ہیں۔

1۔ حجاج (لعلہ ابن محمد الاعور اوابن سلیمان الرعینی)

2۔ حسن بن موسیٰ الاشیب۔

3۔ ابوصالح الحرانی (عبدالغفار بن داود)

ان تینوں کا سماع قبل از اختلاط ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ ضعیف ہے۔ یاد رہے کہ ولید بن ابی الولید پر جرح مردود ہے۔

المعجم الاوسط للطبرانی (ج8ص64ح7126)میں ایک روایت ہے کہ :

"لاخير فى جماعة النساء إلا عند ميت فإنهن إذا اجتمعن قلن وقلن"

اس کا راوی الوازع بن نافع متروک ہے دیکھئے المیزان (ج6ص260،259)وغیرہ متروک کی روایت شواہد و متابعت میں بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (ص38النوع الثانی تعریفات اخری للحسن)المعجم الکبیر للطبرانی (ج12ص317ح1228) میں ہے کہ :

"لاخير فى جماعة النساء إلا عند ميت فإنهن إذا اجتمعن قلن وقلن"

"اس کا راوی بھی الوازع بن نافع ہے، وازع کا شاگرد مغیرہ بن سقلاب ضعیف علی الراجح اور موسیٰ بن ایوب صاحب خبر منکر ہے۔ یہ سند بھی مردود ہے۔ اس کے مقابلے میں سنن ابی داؤد(کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء ح592ومن طریقہ البیہقی فی الخلافات مخطوط مصور4ب) میں ہے کہ :

"وأمرها أن توم أهل دارها"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔ اس روایت کو ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (1676) اور ابن جارود (333) نے صحیح قرار دیا ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور محمد بن علی النیموی (تقلیدی) نے بھی اسے اسنادہ حسن لکھا ہے (آثار سنن ح513) اس حدیث کے راویوں کا مختصر تذکرہ پڑھ لیں۔

1۔ عبدالرحمٰن بن خلاد الانصاری انھیں ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا اور ابن القطان الفاسی المغربی نے کہا: "حالہ مجہول "ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الجارد رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کے ذریعے سے انھیں ثقہ وصدوق قرار دیا یعنی وہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ،ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الجارد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ تھے لہٰذا ابن القطان وغیرہ کی تجہیل (مجہول قرار دینے) کا یہاں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لیلیٰ بنت مالک نے ان کی متابعت کر رکھی ہے۔

2۔ ولید بن عبداللہ بن جمیع صحیح مسلم وغیرہ کے راوی تھے۔ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین نے انھیں ثقہ ولا باس بہ قرار دیا ہے۔ ان پر ابن حبان عقیلی اور حاکم کی جرح مردود ہے لہٰذا ان کی روایت صحیح یا حسن ہوتی ہے۔

3۔ محمد بن فضیل بن غزوان: کتب ستہ کے راوی اور موثق عند الجمہور تھے۔ ان پر تشیع کا الزام چنداں مضر نہیں ہے۔ ان کی روایت صحیح ہوتی ہیں۔ والحمدللہ۔

4۔ الحسن بن حماد المصری صدوق تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب ص69 وغیرہ)

خلاصہ یہ کہ یہ سند حسن ہے اسے عبدالرحمٰن بن خلاد کی وجہ سے ضعیف کہنا صحیح نہیں ہے مصنف عبدالرزاق (5086) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (3/131) میں ایک روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر والیوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کی تھی۔ (آثار السنن :514 وقال : اسنادہ صحیح وصحہ النووی اعلاء السنن 4/243) اس کی سند حسن ہے سفیان ثوری نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

السنن الکبریٰ (3/131) مصنف ابن ابی شیبہ (2/89ح4954) اور سنن دار قطنی (1/404ح1422) میں اس کے متعدد شواہد بھی ہیں۔ (انوار الحسن ص103)

ریطہ کو امام عجلی نے ثقہ امام قرار دیا ہے۔ (الثقات :2094)

مصنف عبدالرزاق (5082) میں اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے (عورتوں کے) درمیان کھڑے ہو کر عصر کی نماز پڑھائی تھی۔

(آثار السنن :515 وقال :اسنادہ صحیح وصحہ النووی کما فی اعلاء السنن 244ح1222)

سفیان ثوری نے سماع کی تصریح کر دی ہے (الاوسط لابن المنذر ج4 ص227ح207)

سفیان بن عیینہ نے ان کی متابعت کر رکھی ہے (ابن شیبہ 2/88ح4952) السنن الکبریٰ للبیہقی 131)

حجیرۃ بنت حصین کی توثیق نہیں ملی لیکن یہ روایت دوسرے شواہد کی رو سے حسن ہے اور مرفوع حدیث بھی اس کی مؤید ہے والحمدللہ۔

ان کے مقابلے میں باسند صحیح امامت نساء کی ممانعت ثابت نہیں ہے۔

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "لاتؤم المراۃ" عورت امامت نہ کرائے (اعلاء السنن ج4 ص243ح1220 بحوالہ

المدونہ ج1ص86)

اس روایت سے استدلال کئی وجہ سے مردود ہے۔

1۔ مدونہ کتاب سحنون تک صحیح و متصل سند منقود ہے۔

2۔ مدونہ کتاب بذات خودوغیرہ معتبر ہے۔

3۔ مولیٰ بنی ہاشم نامعلوم ہے۔ مطلقاً ابن ابی ذئب کے شیوخ کو ثقات کہہ کر اسے ثقہ قرار دینا غلط ہے۔

4۔ مولیٰ بنی ہاشم کی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے لہٰذا ظفر صاحب کا اسے "فالسند صحیح" کہنا غلط ہے۔

5۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس کا مطلب صرف یہ ہوتا کہ عورت (مردوں کی) امامت نہ کرائے اور اس طرح تمام روایات میں تطبیق و توفیق ہوجاتی ہے۔ (شہادت فروری 2003ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔ کتاب الصلاۃ۔ صفحہ266

محدث فتویٰ